بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نزولِ عیسیٰ

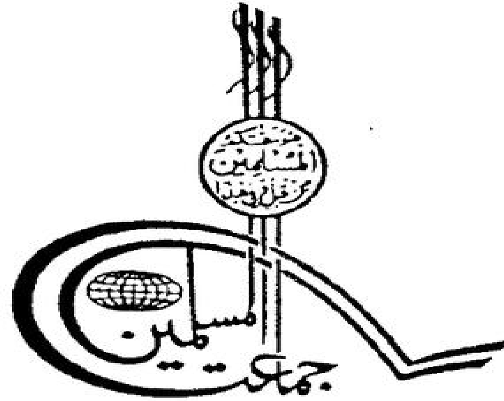
علیہ الصلوٰۃ والسلام

(قرآن مجید اور صحیح احادیث کی روشنی میں)

مرتبہ

مسعود احمد صاحب

امیر جماعت المسلمین



شائع کردہ

ادارہ مطبوعاتِ اسلامیہ

۲/۱۶۲۔ حسین آباد ۱ے فیڈرل بی ایریا، کراچی ۳۸

فون ۶۳۲۴۱۰۴ — ۶۳۲۳۳۶۴

قیمت: ۴ روپے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

علامہ تمنا عمادی صاحب نے ایک محققانہ کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے: "انتظارِ مہدی و مسیحؑ۔ فنِ رجال کی روشنی میں"۔ اس کتاب میں پہلے تو یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ قرآن میں حضرتِ عیسیٰؑ کے دوبارہ دنیا میں آنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس کے بعد یہ دعویٰ بھی کیا گیا ہے کہ نزولِ عیسیٰؑ کا عقیدہ یہودی و مجوسی اثرات کے تحت وضع کیا گیا ہے لہٰذا بدعت و ضلالت ہے، نیز یہ عقیدہ ہر اعتبار سے ایک مسیحی عقیدہ ہے اور بعد میں اسلامی شکل ولباس میں نمودار ہوا۔

پھر اپنے اس دعوے کو صحیح ثابت کرنے کے لئے اس سلسلے کی تمام صحیح احادیث کو فنِ رجال سے موضوع و مکذوب ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ایک استدلال یہ بھی پیش کیا گیا ہے کہ "تمام لوگوں کے نزدیک اصح الکتب (صحیح) بخاری ہے، اس میں اگرچہ نزولِ عیسیٰؑ کی روایت موجود ہے مگر ساتھ ہی حضرتِ مسیحؑ کی وفات کا بھی ذکر ہے۔ ہمارے نزدیک اس طرح امام بخاری یہ بتانا چاہتے ہیں کہ نزولِ عیسیٰؑ والی روایت صحیح نہیں ہے۔ اس قسم کی روایات (صحیح) بخاری میں بہت ہیں جو باہم متضاد ہیں۔ ہمارے نزدیک ایسی روایات درج کرنے کا مقصد یہی ہے کہ امام بخاری یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ روایات اگرچہ بظاہر سند کے اعتبار سے صحیح معلوم ہوتی ہیں لیکن درحقیقت معنوی اعتبار سے معلول (کمزور) ہیں۔"

اس استدلال کا مطلب یہ ہوا کہ صحیح بخاری خود امام بخاریؒ کے نزدیک بھی صحیح نہیں ہے اور وہ بھی حضرتِ مسیحؑ کی وفات کے قائل تھے کیونکہ وہ بتانا یہ چاہتے تھے کہ ان کی کتاب میں نزولِ عیسیٰؑ والی روایت صحیح نہیں ہے بلکہ معنوی اعتبار سے معلول ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہوا کہ صحیح بخاری صرف بخاری ہے اور سند صحیح ہونے کے باوجود اس پر بالکل اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

الغرض، یہ کتاب قرآن مجید کے خلاف یہودیوں کے اس دعوے کو صحیح ثابت کرتی ہے کہ انہوں نے حضرتِ مسیحؑ کو صلیب پر چڑھایا تھا اور وہ وفات پاچکے ہیں، اس لئے ان کا دنیا میں لوٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس کتاب میں ایک فتویٰ بھی درج ہے، وہ یہ کہ "اگر کوئی چیز واقعی قرآنِ کریم کی صراحت سے یا واقعی متواتر حدیثوں سے ثابت ہو تو پھر ایسے مسئلہ میں اختلاف کرنے والا مسلمان نہیں، کافر قرار پاتا ہے۔"

الحمدللہ! نزولِ عیسیٰؑ کا مسئلہ قرآنِ کریم کی صراحت اور متواتر حدیثوں سے ثابت ہے۔

شاہ محمد جعفر صاحب پھلواری اس کتاب کے تعارف میں رقم طراز ہیں کہ علامہ تمنا عمادی جیسی عظیم شخصیت کی تحقیق پر میرا کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے اور ان کے والد شاہ سلیمان صاحب پھلواری فرماتے تھے: "اس فنِ (رجال) میں علامہ ابنِ حجر عسقلانی کے بعد (تمنا) عمادی جیسا تبحر شاید ہی کسی کو حاصل ہوا ہو۔"

اب آپ جناب مسعود احمد صاحب کے اس مضمون کا مطالعہ کیجئے اور ان بڑے بڑے علماء کی گمراہی کو جان لیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل سچ فرمایا تھا کہ "وہ (علماء) ہماری ہی قوم کے لوگ ہوں گے اور ہماری ہی زبان میں باتیں کریں گے...... دوزخ کے دروازے پر کھڑے ہو کر لوگوں کو بلا رہے ہوں گے، جو ان کی پکار پر لبیک کہے گا، وہ اسے جہنم میں ڈال دیں گے" (صحیح بخاری کتاب الفتن و صحیح مسلم کتاب الامارۃ)

محمد صدیق میمن

ناشر و ناظم ادارہ مطبوعات اسلامیہ

نزولِ عیسیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ
بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ
فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾
وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾
وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا
قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا
فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا
قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴿۱۵۷﴾
بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾
وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ
يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۵۹﴾
فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ
وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾
وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ
وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾
لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ
اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَ
الْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ
سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾ سورۃ النسآء

ترجمہ پھر ہم نے (ان پر لعنت کی) ان کے (۱) عہد توڑ دینے کی وجہ سے (۲) اللہ کی آیات کا انکار کرنے کی وجہ سے (۳) نبیوں کو ناحق قتل کرنے کی وجہ سے اور (۴) ان کے اس بات کے کہنے کی وجہ سے کہ ہمارے دل غلاف میں ہیں (حالانکہ بات یہ نہیں ہے) بلکہ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے۔ لہٰذا ان میں سے چند ہی لوگ ایمان لاتے ہیں (۱۵۵) اور (۵) ان کے کفر
کرنے اور (۶) مریم پر بہتانِ عظیم لگانے کے سبب سے (۱۵۶) اور (۷) ان کے اس قول کے ۲۴
سبب سے کہ (انہوں نے کہا) ہم نے اللہ کے رسول عیسیٰ بن مریم کو قتل کردیا حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ پھانسی دی بلکہ ان کے لئے (کسی دوسرے آدمی کو عیسیٰ کی) شبیہ دے دی گئی (انہوں نے اس شبیہ کو قتل کیا نہ کہ عیسیٰ کو) بے شک جو لوگ (اب بھی ان کے) قتل کے سلسلہ میں اختلاف کر رہے ہیں وہ شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں انہیں اس سلسلہ میں مطلق کوئی علم نہیں، محض وہم و گمان کی پیروی کر رہے ہیں (یقینی علم تو اللہ کو ہے اور وہ بتا رہا ہے کہ) یقیناً ان لوگوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا (۱۵۷) بلکہ ان کو تو اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا (اور یہ کام اللہ کے لئے کیا مشکل ہے) وہ غالب ہے (ہر کام کرسکتا ہے اور وہ) حکیم ہے (ان کا زندہ اٹھانا اللہ کی مصلحت و حکمت پر مبنی ہے) (۱۵۸) اور (ایک وقت آئے گا کہ اس وقت) ہر اہل کتاب عیسیٰ پر عیسیٰ کی موت سے پہلے ضرور ایمان لے آئیگا اور (پھر وہ) قیامت کے دن ان کے ایمان کی شہادت دیں گے (۱۵۹) اور (۸) (ہم نے ان پر لعنت کی) ان کے ظلم کے سبب سے (جس ظلم کی وجہ سے) ہم نے ان پر وہ پاکیزہ چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں حرام کردی تھیں اور (۹) بہت زیادہ اللہ کے راستے سے روکنے کی وجہ سے (۱۶۰) اور ان کے سود لینے کی وجہ سے حالانکہ ان کو اس سے منع کردیا گیا تھا اور (۱۰) اس سبب سے بھی کہ وہ لوگوں کے مال ناجائز طور پر کھاجایا کرتے تھے (ہم نے ان پر لعنت کی، ان پر غضب کیا) اور ان میں سے جن لوگوں نے کفر کیا (اور آخر وقت تک توبہ نہیں کی) ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (۱۶۱) (اہل کتاب ایمان نہیں لاتے تو نہ لائیں) جو لوگ ان میں سے علم میں رسوخ رکھتے ہیں اور جو مؤمن ہیں وہ تو اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ پر نازل ہوئی اور اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ سے پہلے نازل ہوئی اور (ایسے لوگ جو) نماز ادا کرنے والے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں ان لوگوں کو ہم اجرِ عظیم عطاء کریں گے (۱۶۲)

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے بعض جرائم اور ان کی عہد شکنی کا حال بیان کیا، ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے مزید جرائم بیان کئے ہیں پھر ان کی عہد شکنی اور بد کرداری کی سزا میں اس عذاب کا ذکر کیا ہے جو ان کے لئے تیار کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ان کے جرائم کی ایک فہرست دی ہے جن جرائم کی وجہ سے وہ

عذاب الٰہی میں مبتلا ہوں گے۔ وہ جرائم یہ ہیں:۔

① (فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ)۔ عہد شکنی،

② (وَكُفْرِهِمْ بِآيَاتِ اللّٰهِ)۔ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرنا،

③ (وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ)۔ انبیا علیہم السلام کا ناحق قتل کرنا،

④ (وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ)۔ ان کا یہ کہنا کہ ہمارے دل غلاف میں ہیں (اس لئے ہم پر قرآن مجید کا کوئی اثر نہیں ہوگا) (بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ) حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ دل غلاف میں نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے (فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا) یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے۔ ایمان نہ لانے کی وجہ غلاف نہیں ہیں بلکہ وہ مہر ہے جو ان کی بداعمالی اور بدعہدی کی وجہ سے ان کے دلوں پر لگا دی گئی ہے۔

الغرض فخر کے ساتھ اس بات کا اظہار کرنا کہ ہمارے دل محفوظ ہیں یہ بھی ایک جرم ہے جس کی وجہ سے انہیں قیامت کے دن عذاب میں مبتلا کیا جائیگا۔

⑤ (وَبِكُفْرِهِمْ)۔ ان کا کفر کرنا۔ آیات اللہ کے ساتھ کفر کرنے کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔ اس جگہ ان کے عام کفر کا بیان ہے۔

⑥ (وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا)۔ ان کا حضرت مریم پر تہمت لگانا۔

⑦ (وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّٰهِ)۔ ان کا جھوٹا دعویٰ کرنا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے رسول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو قتل کیا ہے (وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ) حالانکہ وہ نہ تو ان کو قتل کر سکے اور نہ پھانسی دے سکے بلکہ ان کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کی ایک شبیہ بنا دی گئی تھی وہ اس شبیہ کو قتل کر کے ہی فخر کر رہے ہیں کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا (وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ) حالانکہ جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں کہ کوئی کچھ کہتا ہے، کوئی کچھ کہتا ہے۔ یہ سب عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں شک میں مبتلا ہیں (مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ) ان کے پاس کوئی یقینی علم تو ہے نہیں کہ اس کی بنا پر ان کے قتل کا دعویٰ کر سکیں، ان کے دعوٰی کی بنیاد محض ظن و گمان پر ہے۔ صحیح علم تو اللہ کو ہے اور وہ کہتا ہے کہ (وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا) انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا (بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ) بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے صحیح سالم اپنی طرف اٹھا لیا (وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا) اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ ان کے اس طرح زندہ اٹھا لینے اور ان کی شبیہ کو قتل کرا دینے میں اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمت تھی۔ وہ زندہ ہیں انہیں موت نہیں آئی ہے (وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا

(يُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ) ایک وقت آنے والا ہے کہ اہل کتاب کا ہر شخص ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیگا (وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا) پھر قیامت کے دن عیسٰی علیہ السلام ان کے ایمان کی شہادت دیں گے۔

⑧ (فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا) یہودیوں کا شرارتیں کرنا (حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ) ان شرارتوں کی وجہ سے ہم نے دنیا میں بہت سی پاکیزہ چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں حرام کر دی تھیں۔ یہ تو دنیا میں ان کو سزا دی گئی اور آخرت کی سزا ابھی باقی ہے،

⑨ (وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا) بہت سے لوگوں کو اللہ تعالےٰ کے راستے سے روکنا،

⑩ (وَاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ) سود لینا حالانکہ ان کو سود لینے سے منع کر دیا گیا تھا۔

⑪ (وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ)۔ لوگوں کا مال ناجائز طریقہ پر کھا جانا۔

غرض یہ کہ اہل کتاب خصوصًا یہودی مختلف جرائم کے مرتکب تھے (وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا) اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اب ہم ان جرائم پر ذرا تفصیلی روشنی ڈالتے ہیں،

① مندرجہ بالا گیارہ جرائم کی فہرست میں ان کا سب سے پہلا جرم یہ بتایا گیا کہ وہ عہد شکنی کرتے تھے۔ جو عہد ان سے لئے گئے تھے ان کا ذکر قرآن مجید میں تفصیل کے ساتھ آیا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَا اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

(البقرہ۔ ۶۳ و ۶۴)

اور (اے بنی اسرائیل وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے مضبوط عہد لیا تھا اس حالت میں کہ ہم نے تمہارے اوپر کوہ طور کو بلند کر کے مثل سائبان کے) کر دیا تھا اور تم سے کہا تھا کہ جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اُسے قوت کے ساتھ پکڑو اور جو (ہدایات) اس میں (لکھی ہوئی) ہیں انہیں یاد رکھو (ان پر عمل کرتے رہو) تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ پھر (ہوا یہ کہ) تم اس کے بعد اس عہد سے پھر گئے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاتے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا وَقَالَ
اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ
اٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَ
عَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا
حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ
لَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ
ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○ فَبِمَا نَقْضِهِمْ
مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ
قٰسِيَةً يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ
وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ وَلَا تَزَالُ
تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ
فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِيْنَ ○ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى
اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا
بِهٖ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ
بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ○

(المآئدۃ - ۱۲ تا ۱۴)

اور (اے ایمان والو عبرت کے لئے اس بات کو ذہن میں رکھو کہ) اللہ نے بنی اسرائیل سے بھی عہد و پیمان لیا تھا (پھر) ان ہی میں سے (ان پر) بارہ سردار مقرر کئے گئے تھے پھر اللہ نے (ان سے) فرمایا تھا بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نے نماز قائم کی، زکوٰۃ دیتے رہے، میرے رسولوں پر ایمان لائے ان کا ادب و احترام کرتے رہے اور اللہ کو قرض حسنہ دیتے رہے تو میں تمہارے گناہوں کو مٹا دونگا اور تمہیں ایسے باغات میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں پھر تم میں جس نے (اس وعظ و نصیحت) کے بعد بھی کفر کیا تو وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا۔ (انہوں نے اس عہد و پیمان کو توڑ دیا) تو ان کے عہد و پیمان کو توڑ دینے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا یہ لوگ (اللہ کے) کلمات کو ان کے (اصلی) موقع و محل سے ہٹا دیا کرتے ہیں اور جن باتوں کی ان کو نصیحت کی گئی تھی انہوں نے ان باتوں کو بھلا دیا ہے اور (اے رسول) ان میں سے چند لوگوں کے علاوہ اکثر لوگوں کی خیانت کی خبر آپ کو ہمیشہ ملتی رہے گی لیکن آپ (فی الحال) ان کو معاف کرتے رہیں، درگذر فرماتے رہیں (یہ عفو و درگذر بھی ایک نیکی ہے) بے شک اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ اور (اے ایمان والو) ہم نے ان لوگوں سے بھی جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں مضبوط عہد لیا تھا، (لیکن جب) انہوں نے بھی ان باتوں میں سے ایک (بہت بڑے)

حصہ کو فراموش کر دیا تو ہم نے (بطور سزا کے) ان کے مابین قیامت تک کے لئے دشمنی اور بغض ڈال دیا اور عنقریب (قیامت کے دن) اللہ انہیں بتائے گا کہ انہوں نے (دنیا میں) کیا کیا عمل کئے تھے۔

الغرض اہل کتاب خصوصاً یہودیوں سے بہت سے عہد لئے گئے لیکن انہوں نے کسی عہد کو پورا نہیں کیا۔

(۲) دوسرا جرم اہل کتاب کا یہ بتایا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے رہے ہے۔

(۳) تیسرا جرم ان کا یہ بتایا گیا کہ وہ بہت سے انبیاء علیہم السلام کو قتل کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ○

(البقرۃ - ۸۷)

جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول ایسے احکام لے کر آیا جن پر عمل کرنے کو تمہارا دل نہیں چاہتا تھا تو تم نے سرکشی کی (اور ان احکام پر عمل نہیں کیا) بلکہ ان رسولوں میں سے ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا اور ایک جماعت کو تم نے قتل کر دیا۔

(۴) چوتھا جرم ان کا یہ ہے کہ وہ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہمارے دل غلافوں میں محفوظ ہیں، ان پر کسی کی نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان فخریہ کلموں کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ دلوں پر غلاف نہیں ہے بلکہ مہر ہے جو ان کی بدکرداری کی وجہ سے لگا دی گئی۔ وہ حق پوشی ضد اور ہٹ دھرمی کا شکار ہیں، اس وجہ سے انہیں حق نظر نہیں آتا یہ اپنے جواب پر فخر نہ کریں بلکہ اچھی طرح سن لیں کہ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَل لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ○

(البقرۃ - ۸۸)

اہل کتاب (ایمان والوں سے) کہتے ہیں ہمارے دل غلاف میں (محفوظ) ہیں، (ان پر تمہارا رنگ نہیں چڑھ سکتا، نہیں بات یہ نہیں ہے جو یہ کہہ رہے ہیں) بلکہ ان کی (ہٹ دھرمی اور) حق پوشی کی وجہ سے اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے (یہ رحمت سے دور کر دئے گئے ہیں) یہی وجہ ہے کہ یہ کم ہی ایمان لاتے ہیں۔

⑤ پانچواں جرم ان کا عام کفر ہے مثلاً:۔

۱۔ بعض انبیاء علیہم السلام کا انکار خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَآءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○

(البقرۃ - ۱۰۱)

اور (اب) جبکہ ان کے پاس اللہ کی طرف سے رسول آگیا جو اس کتاب کی تصدیق کرتا ہے جو ان کے پاس ہے تو ان اہل کتاب میں سے ایک جماعت نے اللہ کی کتاب کو پس و پشت ڈال دیا اور اب وہ ایسے ہو گئے) گویا انہیں معلوم ہی نہیں (کہ پس پشت کوئی چیز پڑی ہے)۔

۲۔ جادو کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُم بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ○

(البقرۃ - ۱۰۲)

(اہل کتاب کو چاہیئے تو یہ تھا کہ اللہ کی کتاب کی پیروی کرتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا) بلکہ (جادو ٹونے کے) ان خرافات کے پیچھے لگ گئے جو خرافات کہ شیاطین سلیمان کے عہد حکومت کی طرف منسوب کر کے تلاوت کیا کرتے تھے حالانکہ سلیمان نے (کبھی جادو جیسے) کفر کا ارتکاب نہیں کیا، تو شیاطین ہی تھے جنہوں نے (جادو کر کے خود بھی) کفر کیا (اور اس کفر کو فروغ بھی دیا اور وہ اس طرح کے) انسانوں کو (بھی) جادو سکھانے لگے، (مزید برآں اہل کتاب اس علم سحر کے پیچھے بھی لگ گئے) جو بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا۔ یہ دونوں فرشتے کسی کو جادو نہیں سکھاتے تھے جب تک ان سے یہ نہ کہتے کہ ہم تو (تمہارے لئے ذریعۂ) امتحان و آزمائش ہیں لہذا (تم جادو سیکھ کر کفر نہ کرو اور امتحان و آزمائش پہ پورے

اتر جاؤ لیکن اہل کتاب ان کی نصیحت کو قبول نہیں کرتے تھے)، ان سے جادو کی وہ باتیں سیکھتے تھے جن کے ذریعے شوہر اور بیوی میں تفریق پیدا کردیں، حالانکہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر جادو کے ذریعے کسی کو (ذرا سا بھی) نقصان نہیں پہنچا سکتے بہرحال یہ لوگ ان دونوں فرشتوں سے ایسی باتیں سیکھتے تھے جو انہیں نقصان پہنچائیں، فائدہ (کچھ) نہ پہنچائیں اور وہ (اچھی طرح) جانتے تھے کہ جو شخص جادو کا خریدار ہوگا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں (اسکے باوجود وہ جادو کے کاروبار میں مشغول تھے) اور بے شک جس چیز کے ذریعہ انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا وہ بہت بری چیز ہے کاش انہیں اس بات کا علم ہوتا۔

۵ حضرت جبریل علیہ السلام سے دشمنی رکھنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ○

(البقرة - ۹۸)

(خبردار) جو شخص اللہ کا، اس کے فرشتوں کا، اس کے رسولوں کا، جبریل کا اور میکائیل کا دشمن ہو تو (ایسے) کافروں کا اللہ تعالیٰ دشمن ہے۔

(۶) چھٹا جرم ان کا یہ ہے کہ انہوں نے حضرت مریم پر تہمت لگائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ○ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ○

(مریم ۲۷ و ۲۸)

پھر وہ اس بچے کو اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لائیں (قوم کے لوگوں نے) کہا اے مریم یہ تو تم نے (بہت ہی) برا کام کیا۔ اے ہارون کی بہن نہ تو تمہارا باپ برا آدمی تھا اور نہ تمہاری ماں بدکار تھی۔

(۷) ساتواں جرم ان کا یہ ہے کہ انہوں نے عیسیٰ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے کی کوشش کی اور باوجود اس کے کہ وہ انہیں قتل نہیں کر سکے لیکن دعویٰ ان کا یہی ہے کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ کسی رسول کو قتل کرنا اور پھر جسارت یہ کہ اس کو فخریہ طور پر بیان کرنا کتنا بڑا جرم ہے لیکن ان کو اس بات کا احساس تک نہیں۔ ان کے دلوں پر مہر لگ گئی ہے لہذا وہ گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے دعویٰ کو باطل قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہودی نہ انہیں قتل کر سکے اور نہ پھانسی دے سکے (وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ) ہاں یہ ضرور ہوا کہ ان کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ بنادی گئی، وہ اس شبیہ کو قتل کر کے خوش ہو رہے ہیں۔ (وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ) اور جو لوگ اس معاملہ میں اختلاف کر رہے ہیں وہ اس معاملہ میں محض شک میں پڑے ہوئے ہیں (مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ) انہیں علم تو کچھ ہے

نہیں محض ظن وگمان کی پیروی کر رہے ہیں صحیح علم تو صرف اللہ تعالےٰ کو ہے اور وہ خبر دیتا ہے کہ (وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا) انہوں نے عیسٰی علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا (بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ) بلکہ انہیں تو اللہ تعالےٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا یعنی روح مع جسم کے اٹھائی گئی ۔ اگر صرف روح اٹھائی جاتی اور جسم نیچے رہ جاتا تو پھر یہ تو موت ہوتی اور موت ہوتی تو پھر اُسے قتل ہی کہا جاتا اور یہودیوں کی تصدیق ہو جاتی کہ انہوں نے واقعی عیسٰی علیہ السلام کو قتل کر دیا اور یہ ہرگز صحیح نہیں اس لئے کہ اللہ تعالےٰ تو یہودیوں کی تردید فرما رہا ہے اور قتل کی نفی فرما رہا ہے لہذا (بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ) کا صحیح مفہوم یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں قتل ہونے سے محفوظ رکھا اور اپنی طرف زندہ اٹھا لیا ۔

جب فعل " رفع " ہو فاعل اللہ تعالےٰ ہو، مفعول انسان ہو اور حرف جار الیٰ کے مجرور ضمیر کا مرجع اللہ تعالےٰ ہو تو پھر سوائے زندہ اٹھانے کے اور کوئی معنی نہیں ہو سکتے ۔ مرتبہ کی بلندی کے لئے حرف جار نہیں آتا مثلاً اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا

(الزخرف ۔ ۳۲)

اور ان میں سے بعض کو بعض پر درجات کے لحاظ سے بلندی عطاء کی گئی ہے تا کہ ایک دوسرے کو (اپنا) خادم بنائے ۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ

(الاعراف ۔ ۱۷۶)

اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں (کی برکت) سے اُسے بلند مرتبہ دیتے لیکن وہ تو پستی کی طرف مائل ہو گیا ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○

(المجادلة ۔ ۱۱)

(اور) اے ایمان والو، جب تم سے کہا جائے کہ مجالس میں کھل کر بیٹھو تو کھل کر بیٹھ جایا کرو اللہ تعالیٰ تم کو کشادگی عطا فرمائیگا اور جب تم سے کہا جائے کہ مل کر بیٹھ جاؤ تو مل کر بیٹھ جایا کرو، تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور (وہ) جن کو علم دیا گیا ہے اللہ تعالےٰ ان کے درجات بلند کرے گا (اور یہ نہ سمجھنا کہ اللہ تعالےٰ کو تمہارے کاموں کی خبر نہیں) اللہ تعالےٰ تو جو کچھ تم کرتے ہو سب سے باخبر ہے ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَارْفَعْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ (رواہ الحاکم فی کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء بین السجدتین وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۱ ص ۲۷۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان (جلسہ میں) یہ دعا پڑھتے تھے۔ اللھم اغفر لی .... یعنی اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، میری حالت کی اصلاح فرما، میرا مرتبہ بلند کر مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق دے۔

مندرجہ بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ جب فعل "رفع" درجات کی بلندی کے لئے آتا ہے تو اس کے ساتھ حرف جار "الیٰ" استعمال نہیں ہوتا۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ جب فعل "رفع" حرف جار کے ساتھ استعمال ہو تو معنی رفع درجات کے نہیں ہوتے بلکہ مفعول کو پورا کا پورا اٹھانا مراد ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے رفع "آسمانی" کا ایک اور جگہ ذکر فرمایا ہے اور وہاں بھی حرف جار "الیٰ" استعمال فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ۔ (آل عمران ۔ ۵۵)

(اور اے رسول اس وقت کو یاد کیجئے) جب اللہ نے عیسیٰ سے کہا، اے عیسیٰ میں تمہیں پوری طرح لینے والا ہوں یعنی تمہیں (پورے جسم کے ساتھ) اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جسم اطہر کے ساتھ اپنی طرف زندہ اٹھا لیا۔ یہ چیز بہت تعجب خیز ہے لہذا فرمایا (وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا) اللہ تعالیٰ زبردست وغالب اور حکمت والا ہے۔ وہ اپنے ارادے اور اپنے کام پر غالب ہے اور ہر چیز اور ہر کام پر قادر ہے اس کے لئے یہ کام کچھ مشکل نہیں اس میں اللہ تعالیٰ کی ایک حکمت ہے، نادرالوقوع کاموں میں اللہ تعالیٰ کی خاص مصلحت ہوا کرتی ہے اور یہ ان نادرالوقوع کاموں میں سے ایک ہے۔

یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا۔

آگے فرمایا (وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ) اور ایک وقت ایسا آئیگا کہ اس وقت جتنے بھی اہل کتاب ہوں گے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت سے پہلے سب عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آئیں گے۔ آیت کے اس جزء سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت ابھی واقع نہیں ہوئی وہ ابھی زندہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرَ الصَّلِیْبَ وَ یَقْتُلَ الْخِنْزِیْرَ وَ یَضَعَ الْجِزْیَۃَ وَیَفِیْضَ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَہٗ اَحَدٌ حَتّٰی تَکُوْنَ السَّجْدَۃُ الْوَاحِدَۃُ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب نزول عیسٰی ابن مریم علیہما السلام جزء ۲ ص ۲۰۵ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسٰی بن مریم جزء اول ص ۸۷)

قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے عنقریب تم میں ابن مریم عادل حکمران کی حیثیت سے نازل ہوں گے. صلیب توڑ ڈالیں گے سوروں کو قتل کر دیں گے، جزیہ ہٹا دیں گے ان کے زمانہ میں مال اتنا زیادہ ہوگا کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ (مال کے بجائے لوگ عبادت کو ترجیح دیں گے) یہاں تک کہ (ان کے نزدیک) ایک سجدہ دنیا مافیہا سے بہتر ہوگا۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَزَالُ طَآئِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاہِرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ قَالَ فَیَنْزِلُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُ اَمِیْرُھُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَیَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ اُمَرَآءُ تَکْرِمَۃَ اللّٰہِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسٰی ابن مریم جزء اول ص ۸۷)

میری امت کی ایک جماعت (کے لوگ) ہمیشہ حق پر جنگ کرتے رہیں گے اور قیامت تک غالب رہیں گے پھر عیسٰی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم نازل ہوں گے ان کا امیر کہے گا: آیئے ہمیں نماز پڑھائیے، وہ کہیں گے نہیں. اللہ کی طرف سے یہ اس امت کا شرف ہے کہ تم میں سے بعض بعض پر امیر ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَنْزِلَ الرُّوْمُ بِالْاَعْمَاقِ اَوْ بِدَابِقَ فَیَخْرُجُ اِلَیْھِمْ جَیْشٌ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ مِنْ خِیَارِ اَھْلِ الْاَرْضِ یَوْمَئِذٍ فَاِذَا تَصَافُّوْا قَالَتِ الرُّوْمُ خَلُّوْا بَیْنَنَا وَبَیْنَ الَّذِیْنَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْھُمْ فَیَقُوْلُ الْمُسْلِمُوْنَ لَا وَاللّٰہِ لَا نُخَلِّیْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ اِخْوَانِنَا فَیُقَاتِلُوْنَھُمْ

قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ رومی اعماق یا بدابق میں نہ اتریں۔ پھر مدینہ سے ایک لشکر ان کے مقابلہ کے لئے نکلے گا یہ اس زمانے کے بہترین لوگ ہوں گے۔ پھر جب دونوں لشکر صف آرا ہو جائیں گے تو رومی کہیں گے تم لوگ ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ جنہوں نے ہمارے آدمیوں کو قیدی بنایا

فَبَيْنَهْزِمُ ثُلُثٌ لَا يَتُوبُ اللهُ عَلَيْهِمْ اَبَدًا وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ اَفْضَلُ الشُّهَدَآءِ عِنْدَ اللهِ وَيَفْتَتِحُ الثُّلُثُ لَا يُفْتَنُوْنَ اَبَدًا فَيَفْتَتِحُوْنَ قُسْطُنْطِيْنِيَّةَ فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُوْنَ الْغَنَائِمَ قَدْ عَلَّقُوْا سُيُوْفَهُمْ بِالزَّيْتُوْنِ اِذْ صَاحَ فِيْهِمُ الشَّيْطٰنُ اِنَّ الْمَسِيْحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِيْ اَهْلِيْكُمْ فَيَخْرُجُوْنَ وَذٰلِكَ بَاطِلٌ فَاِذَا جَآءُوا الشَّامَ خَرَجَ فَبَيْنَمَا هُمْ يُعِدُّوْنَ لِلْقِتَالِ يُسَوُّوْنَ الصُّفُوْفَ اِذْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَّهُمْ فَاِذَا رَاٰهُ عَدُوُّ اللهِ ذَابَ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ فَلَوْ تَرَكَهُ لَانْذَابَ حَتّٰى يَهْلِكَ وَلٰكِنْ يَقْتُلُهُ اللهُ بِيَدِهٖ فَيُرِيْهِمْ دَمَهٗ فِيْ حَرْبَتِهٖ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب فتح قسطنطنیہ جزء۲ ص۵۵۵)

مسلمین کہیں گے: نہیں اللہ کی قسم ہم اپنے بھائیوں کو تمہارے لئے تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ پھر وہ سب (مل کر) لڑیں گے۔ ان میں سے تہائی بھاگ جائیں گے اللہ ان کی توبہ کبھی قبول نہیں کرے گا، تہائی قتل ہو جائیں گے۔ یہ اللہ کے نزدیک بہترین شہید ہوں گے اور تہائی فتح یاب ہوں گے یہ کبھی فتنہ میں مبتلا نہیں ہوں گے بالآخر وہ قسطنطنیہ فتح کر لیں گے پھر اسی اثناء میں کہ وہ مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے اور تلواروں کو زیتون کے درختوں سے لٹکا دیا ہوگا کہ ان میں شیطان چیخ کر کہے گا تمہارے بعد تمہارے اہل و عیال میں دجال آگیا۔ (یہ سنکر) مسلمین وہاں سے روانہ ہوں گے حالانکہ یہ خبر جھوٹی ہوگی۔ الغرض جب وہ شام پہنچیں گے تو اس وقت دجال خروج کرے گا۔ پھر اس اثناء میں کہ وہ جنگ کی تیاری میں ہوں گے کہ نماز کی اقامت ہوگی اور عیسٰی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم نازل ہوں گے وہ مسلمین (کے اصرار پر مسلمین) کی امامت کرینگے پھر جب اللہ کا دشمن (دجال) انہیں دیکھے گا تو اس طرح گھلے گا جس طرح نمک پانی میں گھلتا ہے۔ اگر وہ اسے چھوڑ دیں تو وہ گھلتے گھلتے خود ہی ہلاک ہو جائے لیکن اللہ اسے عیسٰی (علیہ السلام) کے ہاتھ سے قتل کرائیگا پھر وہ مسلمین کو اپنے نیزے پر اس کا خون دکھائیں گے۔

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

طَلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ فَقَالَ: مَا

اس حالت میں کہ ہم ذکر کر رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف جھانک

تَذَاكَرُوْنَ قَالُوْا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ اِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ اٰيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُوْلَ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَثَلَاثَةَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ ذٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ اِلٰى مَحْشَرِهِمْ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب فی الآیات تکون قبل الساعۃ جزء ۲ ص ۵۵۸)

کر دیکھا آپ نے پوچھا تم کس چیز کا ذکر کر رہے ہو۔ ہم نے کہا ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ ہرگز قائم نہیں ہو گی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو، دُخان (دھواں)، دجّال، دابۃ (الارض)، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، عیسیٰ ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نزول، یاجوج وماجوج، تین (جگہ) زمین کا دھنس جانا: ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں اور ان سب کے آخر میں ایک آگ ہو گی جو یمن سے نکلے گی جو لوگوں کو ہنکا کر ان کے جمع ہونے کی جگہ لے جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا پھر فرمایا۔

فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُوْدَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ اِذَا طَأْطَأَ رَاْسَهٗ قَطَرَ وَاِذَا رَفَعَهٗ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيْحَ نَفَسِهٖ اِلَّا مَاتَ وَنَفَسُهٗ يَنْتَهِيْ حَيْثُ يَنْتَهِيْ طَرْفُهٗ فَيَطْلُبُهٗ حَتّٰى يُدْرِكَهٗ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهٗ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال جزء ۲ ص ۵۷۲)

دجال اسی حال میں ہوگا کہ اللہ مسیح ابن مریم کو مبعوث فرمائے گا۔ وہ دمشق کے مشرق کی طرف زرد رنگ کا جوڑا پہنے ہوئے، اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے سفید مینار کے پاس اتریں گے۔ جب وہ اپنا سر جھکائیں گے تو پسینہ ٹپکے گا اور جب سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ٹپکیں گے۔ جس کافر کو ان کے سانس کی خوشبو پہنچے گی اسے زندہ رہنا حلال نہ ہوگا بلکہ وہ مر جائے گا اور ان کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک ان کی نظر جائے گی، پھر وہ دجال کی تلاش کریں گے تو اسے باب لُد پر پائیں گے پھر اسے قتل کر دیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي فَيَمْكُثُ أَرْبَعِيْنَ لَا أَدْرِي أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِيْنَ شَهْرًا أَوْ أَرْبَعِيْنَ عَامًا (وَفِي رِوَايَةِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ أَرْبَعُوْنَ يَوْمًا) فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَأَنَّهُ عُرْوَةُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِيْنَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب فی خروج الدجال جزء۲ ص۵۷۵ وباب ذکر الدجال جزء۲ ص۵۷۲)

دجال میری امت میں نکلے گا پھر وہ چالیس رہے گا (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) مجھے نہیں معلوم کہ چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال (نواس بن سمعان کی روایت میں ہے کہ چالیس دن رہے گا) پھر اللہ تعالےٰ عیسیٰ ابن مریم کو بھیجے گا۔ وہ ایسے ہوں گے گویا عروہ ابن مسعود ہیں۔ عیسیٰ اُسے تلاش کریں گے پھر اُسے مار ڈالیں گے۔ پھر سات سال تک لوگ اس طرح رہیں گے کہ دو آدمیوں میں دشمنی نہیں ہوگی۔

الغرض آیات زیر تفسیر اور مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ تو قتل ہوئے نہ انہیں پھانسی دی گئی بلکہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے انہیں صحیح وسالم اپنی طرف زندہ اٹھا لیا۔ وہ زندہ ہیں، قیامت کے قریب اتریں گے اور منجملہ اور فرائض کی ادائیگی کے دجال کو قتل کریں گے۔

جب عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام اتریں گے تو تمام اہل کتاب عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے اور پھر وہ قیامت کے دن ان کے ایمان کی گواہی دیں گے۔

(۸) آٹھواں جرم ان کا یہ تھا کہ شرارتیں کرتے رہتے تھے۔ احکام الٰہی کی تعمیل میں ٹال مٹول کرتے تھے مثلاً جب ان سے کہا گیا کہ ایک گائے ذبح کرو تو انہوں نے اس حکم کو ٹالنے کے لئے مختلف قسم کے سوال کئے جن کا ذکر سورۃ بقر کی آیات ۶۷ تا ۷۱ میں گذر چکا ہے۔ مزید برآں احکام الٰہی کو ٹالنے کے لئے وہ حیلوں سے کام لیا کرتے تھے۔ ہفتہ کے دن شکار کے سلسلہ میں ان کے حیلہ کا ذکر سورۃ بقرہ کی آیت ۶۵ کی تفسیر میں گذر چکا ہے۔ الغرض اس قسم کے جرائم کی سزا میں ان پر (حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ) بعض حلال چیزوں کو حرام کر دیا گیا۔

(۹) نواں جرم ان کا یہ تھا کہ لوگوں کو اسلام سے روکتے تھے۔

(۱۰) دسواں جرم یہ تھا کہ سود کھاتے تھے اور

(۱۱) گیارھواں جرم یہ تھا کہ لوگوں کا مال ناجائز طریقہ پر کھا جایا کرتے تھے۔ ان جرموں کی سزا میں اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے۔

اہل کتاب کے ان مجرم لوگوں کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان نیک لوگوں کا بھی ذکر کیا جو اہل کتاب میں سے ایمان لے آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (لٰکِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْهُمْ) اور اے رسول اہل کتاب میں سب ہی یکساں نہیں ہیں ان میں سے جو علم میں رسوخ رکھتے ہیں وہ حق کو تسلیم کرتے ہیں وہ (وَالْمُؤْمِنُوْنَ) اور جو مومن ہیں وہ (یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ) اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ پر اتاری گئی اور اس کتاب پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ سے پہلے اتاری گئی، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور یوم آخرت پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ ان کو قیامت کے دن کوئی عذاب نہیں ہوگا بلکہ (اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِیْهِمْ اَجْرًا عَظِیْمًا) یہ تو وہ لوگ ہیں کہ ان کے لئے آخرت میں اجر عظیم ہے۔

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کیجئے، کلمۂ شہادت پڑھ کر آپ نے جو عہد کیا ہے اُسے پورا کیجئے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے رہئے اور ہرگز اپنے عہد کو نہ توڑیئے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ کفر نہ کیجئے، حق کے مقابلہ میں تکبر نہ کیجئے حق کا استہزاء نہ کیجئے بلکہ اسے تسلیم کیجئے۔

اے لوگو، یہ عقیدہ رکھیئے کہ حضرت مریم نہایت با عصمت خاتون تھیں، عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اٹھا لیا گیا تھا ان کے دشمن ان پر قابو نہ پا سکے تھے وہ قیامت کے قریب نازل ہوں گے اور پھر ان کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو کسی بہانے سے حرام نہ کیجئے اور نہ حرام کردہ چیزوں کو کسی حیلے سے حلال کیجئے

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے راستہ سے کسی کو نہ روکیئے جو شخص اسلام قبول کرتا ہے اُسے اسلام قبول کرنے دیجئے اُسے دھوکا دے کر فرقہ وارانہ مذاہب کی بھول بھلیوں میں نہ الجھا دیجئے۔

اے لوگو، قرآن مجید پر ایمان لائیے اور ان تمام کتابوں پر ایمان لائیے جو اس سے پہلے نازل ہوئی تھیں، اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھیئے۔ نماز پڑھتے رہیئے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہیئے۔

ماخذ : تفسیر قرآن عزیز جلد سوم از مسعود احمد صاحب (امیر جماعت المسلمین)